قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

الاحزاب

۳۳

یہ ایک منفرد سورہ ہے جس پر قرآن کے اِس چوتھے باب کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اِس باب کا موضوع اثبات رسالت اور اِس کے حوالے سے قریش کو انذار و بشارت ہے۔ چنانچہ اِسی تعلق سے یہ سورہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق و فرائض بیان کرتی اور آپ اور آپ کی ازواج مطہرات کے بارے میں جو رویہ اُس زمانے کے منافقین و منافقات نے اختیار کر رکھا تھا، اُس پر اُنھیں شدید تنبیہ کرتی ہے۔ نیز مسلمانوں کو ہدایت کرتی ہے کہ اِن کے مقابلے میں وہ اپنے رب ہی پر بھروسا رکھیں، اُس کی مدد شامل حال رہی تو یہ اُن کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکیں گے، جیسا کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ و اختیار کے ساتھ عہد اطاعت کی جو عظیم امانت انسان کو دے رکھی ہے، اُس کے حقوق کی یاددہانی بھی اِسی مناسبت سے کی گئی ہے۔ اِس لحاظ سے یہ سورہ بالکل اُسی طرح اِس باب کی تمام سورتوں کا تکملہ و تتمہ ہے، جس طرح سورۂ نور پچھلے باب کا تکملہ و تتمہ ہے۔

اِس کے مخاطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور اہل ایمان بھی، اور اِس کے مضمون سے واضح ہے کہ ہجرت کے بعد یہ مدینۂ طیبہ میں اُس وقت نازل ہوئی ہے، جب مسلمانوں کی ایک باقاعدہ حکومت وہاں قائم ہو چکی تھی اور منکرین کے خلاف آخری اقدام سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماننے والوں کا تزکیہ و تطہیر کر رہے تھے۔

---

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورة الاحزاب

(۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا
حَکِیۡمًا ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ﴿۲﴾

اللہ کے نام سے جو سراسر رحمت ہے، جس کی شفقت ابدی ہے۔

اے نبی، اللہ سے ڈرو اور اِن منکروں اور منافقوں کی باتوں پر کان نہ دھرو۔[1] اِس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ علیم و حکیم ہے۔[2] تم اُس چیز کی پیروی کرو جو تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر وحی کی جارہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اُن سب چیزوں سے باخبر ہے جو تم لوگ کرتے ہو۔[3]

۱۔ یہ اُن باتوں کی طرف اشارہ ہے جن کا ذکر آگے آئے گا اور جنھیں کفار اور منافقین نے آپ کے خلاف فتنہ انگیزی کا ذریعہ بنالیا تھا۔ چنانچہ اِس میں جو بات کہی گئی ہے، اُس کی تنبیہ کا رخ درحقیقت اُنھی کی جانب ہے۔

۲۔ یعنی اُس نے اگر کوئی حکم دیا ہے تو وہی علم و حکمت کا تقاضا ہے۔ اُس کے خلاف کسی کی کوئی چیز بھی لائق التفات نہیں ہے۔

۳۔ اِن آیتوں میں خطاب تمام تر واحد کے صیغے میں ہے، لیکن یہاں جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے۔ اِس سے

وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٣﴾

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ

اور اللہ پر بھروسا رکھو اور بھروسے کے لیے اللہ کافی ہے۔ ۱-۳

اللہ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں رکھے ہیں (کہ ایک ہی وقت میں وہ دو متضاد باتوں کو مانتا رہے)۔[4] چنانچہ نہ اُس نے تمھاری اُن بیویوں کو جن سے تم ظہار[5] کر بیٹھتے ہو، تمھاری مائیں بنایا ہے[6] اور نہ تمھارے منہ بولے بیٹوں کو تمھارا بیٹا بنا دیا ہے۔[7] یہ سب

یہ بتانا مقصود ہے کہ دین کے معاملے میں وہی رویہ ہر مسلمان کو اختیار کرنا چاہیے، جس کی یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین کی جا رہی ہے۔

۴۔ یعنی ایک ہی وقت میں مومن بھی ہو اور منافق بھی، خدا پر ایمان کا دعویٰ بھی کرے اور اُس کے شریک بھی ٹھیرائے، خدا کے پیغمبر سے اطاعت و وفاداری کا عہد بھی باندھے اور اُس کے خلاف سازشوں میں بھی شامل ہو۔ ایک وقت میں آدمی کی ایک ہی حیثیت ہو سکتی ہے، اِس لیے کہ اُس کے سینے میں ایک ہی دل دھڑکتا ہے، خدا نے اُسے دو دلوں کے ساتھ پیدا نہیں کیا ہے۔ اِس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ کوئی غیر فطری چیز کبھی خدا کے دین میں جائز نہیں ہو سکتی، وہ اُسے ہر حال میں ممنوع ٹھیرائے گا۔ چنانچہ اِسی اصول پر متفرع کر کے آگے جاہلیت کی بعض رسوم کی لغویت واضح فرمائی ہے۔

۵۔ یہ عرب جاہلیت کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ اِس کے معنی یہ تھے کہ شوہر نے بیوی کے لیے 'أنت علی کظهر أمي' (تجھے ہاتھ لگایا تو گویا اپنی ماں کی پیٹھ کو ہاتھ لگایا) کے الفاظ زبان سے نکال دیے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں بیوی کو اِس طرح کی بات کہہ دینے سے ایسی طلاق پڑ جاتی تھی جس کے بعد بیوی لازماً شوہر سے الگ ہو جاتی تھی۔ اہل عرب سمجھتے تھے کہ یہ الفاظ کہہ کر شوہر نہ صرف یہ کہ بیوی سے اپنا رشتہ توڑ رہا ہے، بلکہ اُسے ماں کی طرح اپنے اوپر حرام قرار دے رہا ہے۔ لہٰذا اُن کے نزدیک طلاق کے بعد تو رجوع کی گنجایش ہو سکتی تھی، لیکن ظہار کے بعد اس کا کوئی امکان باقی نہ رہتا تھا۔

۶۔ یعنی اگر کوئی شخص منہ پھوڑ کر بیوی کو ماں سے یا اُس کے کسی عضو کو ماں کے کسی عضو سے تشبیہ دیتا ہے تو

بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ۝۴ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ

تمھارے اپنے منہ کی باتیں ہیں،[۸] مگر اللہ حق کہتا ہے اور وہی سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ تم منہ بولے بیٹوں کو اُن کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔ یہی اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف ہے۔[۹] پھر اگر اُن کے باپوں کا تم کو پتا نہ ہو تو وہ تمھارے دینی بھائی اور تمھارے حلیف ہیں۔[۱۰] تم سے جو غلطی اِس

اِس سے بیوی ماں نہیں ہو جاتی اور نہ اُس کو وہ حرمت حاصل ہو سکتی ہے جو ماں کو حاصل ہے۔ ماں کا ماں ہونا ایک امر واقعی ہے، اِس لیے کہ اُس نے آدمی کو جنا ہے۔ اُس کو جو حرمت حاصل ہوتی ہے، وہ اِسی جننے کے تعلق سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ ایک ابدی اور فطری حرمت ہے جو کسی عورت کو محض منہ سے ماں کہہ دینے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

۷۔ مطلب یہ ہے کہ اُنھیں بالکل صلبی بیٹوں کا درجہ نہیں دیا ہے کہ اُن کے لیے میراث کا حق قائم ہو جائے یا اُن کی بیویوں کے ساتھ اُن کی وفات یا طلاق کے بعد نکاح کرنا ممنوع سمجھا جائے۔

۸۔ یعنی اِن کی کوئی حقیقت نہیں ہے کہ اِن پر شریعت کے کسی حکم کی بنیاد رکھی جائے۔ خدا کی شریعت انسان کی فطرت پر مبنی ہے، اُس میں اِس طرح کے رسوم کی کوئی گنجایش نہیں ہو سکتی۔

۹۔ اِس لیے کہ اِسی سے نسب کا امتیاز قائم رہتا اور وہ معاشرت وجود میں آتی ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے رحمی رشتوں کے تقدس اور انسان کے فطری جذبات و داعیات پر رکھی ہے۔ اِس سے ہٹ کر جو کام بھی کیا جائے گا، وہ حق و انصاف کے خلاف ہو گا جسے خدا کی شریعت کبھی قبول نہیں کر سکتی۔

۱۰۔ یعنی حلف اور ولا کا جو طریقہ تمھارے ہاں موجود ہے، اُس کے مطابق تم اُنھیں اپنا مولیٰ بنا سکتے ہو۔ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن کسی کو بالکل اُسی حیثیت سے بیٹا یا بیٹی نہیں بنا سکتے جو تمھاری صلبی اولاد کی ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”... دینی اخوت کے رشتے سے تو عربوں کو اول اول اسلام نے آشنا کیا، جاہلیت میں عرب اِس سے بالکل

مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

معاملے میں ہوئی ہے،[11] اُس کے لیے تو تم پر کوئی گرفت نہیں، لیکن تمھارے دلوں نے جس بات کا ارادہ کرلیا،[12] اُس پر ضرور گرفت ہے۔ اور اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔ ۴-۵

(اِسی اصول کے مطابق)، نبی کا حق تو اُس کے ماننے والوں پر خود اُن کی ذات سے بھی مقدم ہے اور اُس کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں،[13] مگر رحمی رشتے رکھنے والے خدا کے قانون میں دوسرے

ناآشنا تھے، لیکن خاندانوں اور قبیلوں کے ساتھ وابستہ ہونے کا ایک طریقہ حلف اور ولا کا اِن کے ہاں موجود تھا۔ خاندان یا قبیلے سے باہر کا کوئی شخص اگر کسی خاندان یا قبیلے میں شامل ہونا چاہتا اور اُس خاندان والے اُس کو شامل کر لیتے تو وہ اُس خاندان کا 'مولیٰ' سمجھا جاتا اور جملہ حقوق اور ذمہ داریوں میں شریک خاندان و قبیلہ بن جاتا۔ اگر وہ قتل ہو جاتا تو جس خاندان یا قبیلہ کا وہ مولیٰ ہوتا، اُس کو یہ حق حاصل ہوتا کہ وہ اُس کے قصاص کا مطالبہ کرے۔ اِسی طرح اگر وہ کوئی اقدام کر بیٹھتا جس کی بنا پر کوئی ذمہ داری عائد ہونے والی ہوتی تو اِس ذمہ داری میں بھی پورے خاندان و قبیلہ کو حصہ لینا پڑتا۔ 'مولی القوم منهم' (قوم کا مولیٰ اُنھی کے اندر کا ایک فرد شمار ہو گا) عربوں میں ایک مسلم سماجی اصول تھا اور اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے بھی اِس کو برقرار رکھا۔“

(تدبر قرآن ۶/۱۸۹)

۱۱۔ یعنی اب تک ہوتی رہی ہے۔

۱۲۔ یعنی تعلیم و تنبیہ کے بعد بھی اِسی غلط طریقے پر قائم رہنے پر اصرار کیا۔ اِس کے بعد، ظاہر ہے کہ یہ قصد و ارادہ کے ساتھ خدا کی نافرمانی کا ارتکاب ہو گا، اِسے سہو و نسیان یا غلطی پر محمول نہیں کیا جا سکتا جس پر خدا کی شریعت میں کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

۱۳۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کا دل اگر کسی شخص کو خدا کا پیغمبر مان لیتا ہے تو اُس پر وہ کسی رشتے کو، یہاں تک کہ خود اپنی جان کو بھی مقدم نہیں ٹھیرا سکتا۔ پھر اِس تعلق کا قدرتی نتیجہ ہے کہ اُس کے جذبات پیغمبر کی

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

اِلَّآ اَنۡ تَفۡعَلُوۡۤا اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓئِکُمۡ مَّعۡرُوۡفًا ؕ کَانَ ذٰلِکَ فِی الۡکِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ﴿۶﴾
وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیۡثَاقَہُمۡ وَمِنۡکَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّاِبۡرٰہِیۡمَ وَمُوۡسٰی
وَعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ۪ وَاَخَذۡنَا مِنۡہُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا ﴿ۙ۷﴾ لِّیَسۡـَٔلَ الصّٰدِقِیۡنَ

تمام مومنین اور مہاجرین کی بہ نسبت ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں،[14] الاّ یہ کہ اپنے تعلق کے لوگوں سے تم کوئی حسن سلوک کرنا چاہو۔ یہ اِسی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔[15] ۶

(تم اِس کی پیروی کرو، اے پیغمبر)، اور یاد رکھو، جب ہم نے سب نبیوں سے اُن کا عہد[16] لیا اور تم سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی، اور ہم نے اُن سے نہایت پختہ عہد لیا (کہ ہمارا پیغام بے کم وکاست پہنچا دو[17]) تاکہ اللہ راست بازوں سے

ازواج مطہرات کے معاملے میں بھی وہی ہوں جو شریف بیٹوں کے اپنی ماؤں کے لیے ہوتے ہیں۔ اِس سے الگ ہو کر اگر کوئی سوچتا ہے تو وہ ایمان کے ساتھ نفاق کو جمع کرتا ہے جو ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا، خدا نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے ہیں۔

۱۴۔ یعنی پیغمبر اور آپ کی ازواج کا معاملہ الگ ہے، مگر اُن کے بعد کسی کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ اُسے خدا کے بنائے ہوئے رشتوں پر مقدم ٹھیرایا جائے۔ لٰہذا باقی سب لوگوں کے تعلقات کی بنیاد یہ ہے کہ رحمی رشتے رکھنے والے الاقرب فالاقرب کے اصول پر ایک دوسرے کے حق دار اور دوسرے سب لوگوں سے مقدم ہوں گے، یہاں تک کہ اُن مومنین اور مہاجرین سے بھی جنھیں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ اِس لیے کہ یہی فطرت کا تقاضا ہے۔

۱۵۔ یعنی قرآن میں۔ یہ اُن ہدایات کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ نساء (۴) کی ابتدا اور سورۂ انفال (۸) کے آخر میں بیان ہوئی ہیں اور جن میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ وراثت وغیرہ کے حقوق میں رشتہ دار احق ہیں، اُن پر کسی دوسرے کو مقدم نہیں ٹھیرایا جا سکتا۔

۱۶۔ اِس عہد کا حوالہ قرآن میں کئی مقامات پر آیا ہے، خاص طور پر سورۂ مائدہ میں، جہاں اِس کی پوری تاریخ بیان کی گئی ہے۔

۱۷۔ اِس لیے کہ آگے جس سوال کا ذکر ہے، وہ اتمام حجت کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے اور اتمام حجت کے لیے

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۸﴾

اُن کی راست بازی کے بارے میں سوال کرے اور منکروں اور منافقوں سے اُن کے کفر و نفاق کے بارے میں، [۱۸] اور منکروں کے لیے تو اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ۷-۸

ضروری ہے کہ خدا کی ہدایت لوگوں تک بے کم و کاست پہنچ جائے۔

۱۸۔ یہ فقرہ تقابل کے اسلوب پر اصل میں محذوف ہے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com